قیامِ حضرت امام حسین علیہ السلام میں اہل کوفہ کے خطوط کا کردار

ڈاکٹر عباس حیدر زیدی[1]
abbaspsc@yahoo.com

کلیدی کلمات: اہل کوفہ، مسلم بن عقیل، سلیمان بن صرد، بنی اُمیہ، عبید اللہ ابن زیاد

خلاصہ

یزید کے خلاف امام حسینؑ کے قیام کے متعلق یہ فکر پائی جاتی ہے کہ امامؑ نے اہل کوفہ کے خطوط کی وجہ سے یزید کے خلاف قیام کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ لیکن اہل کوفہ نے بے وفائی دکھائی، چنانچہ امامؑ اپنے ہی شیعوں کی وجہ سے شہید کر دیئے گئے۔ اس مقالہ میں اہل کوفہ کے خطوط کا اس زمانے کے حالات کے تناظر میں جائزہ لیا گیا ہے اور تاریخ میں جو خطوط ملتے ہیں ان کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔ مقالہ کے مطابق اہل کوفہ امامؑ کی طرف اس وقت متوجہ ہوئے جب انہیں امامؑ کے مکہ آنے اور یزید کی بیعت سے انکار کر دینے کی خبر ملی۔
دوسری جانب کوفہ میں بنی اُمیہ کے حامیوں نے بھی یزید کو کوفہ کے حالات سے آگاہ کرنے کے لئے بہت سے خطوط لکھے جس کے بعد یزید نے ابن زیاد کو کوفہ پہنچ کر امامؑ کی تحریک کو دبانے اور اُنہیں قتل کرنے کا حکم دیا۔ لہٰذا یہ کہنا درست نہیں کہ امام حسینؑ اہل کوفہ کے بلاوے کی وجہ سے عازم کوفہ ہوئے تاکہ حکومت اپنے ہاتھ میں لے کر یزید کے خلاف جنگ کر سکیں۔

حضرت امام حسینؑ نے یزید کی حکومت کے خلاف جو قیام کیا اس حوالے سے مسلمانوں کے یہاں یہ فکر پائی جاتی ہے کہ اہل کوفہ نے حضرت امام حسینؑ کو جو پے در پے خطوط لکھے ان ہی خطوط کے نتیجہ میں وہ شہر کوفہ کی طرف متوجہ ہوئے اور انہوں نے وہاں جا کر یزید کے خلاف قیام کرنے کا ارادہ کیا چنانچہ پہلے اپنے معتمد سفیر اور چچازاد بھائی حضرت مسلم بن عقیلؑ کو کوفہ روانہ کیا اور ان کے پیچھے خود بھی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ عازم کوفہ ہوئے لیکن اہل کوفہ نے بے وفائی دکھائی، چنانچہ حضرت امام حسینؑ اپنے ہی شیعوں کی وجہ سے شہید کر دیے گئے۔ اس فکر کو اس درجہ ترقی دی گئی کہ یہاں تک کہا جانے لگا کہ حضرت امام حسینؑ اپنے ہی ساتھیوں کی بے وفائی کے نتیجہ میں شہید ہوئے بلکہ شیعوں نے خود ہی حضرت امام حسینؑ کو بلایا اور ان کو خود ہی شہید کر دیا۔
ہم اپنے اس مقالہ میں صرف اہل کوفہ کے خطوط کا اس زمانے کے حالات و واقعات کے تناظر میں جائزہ لیں گے اور اس حوالے سے تاریخ میں جو خطوط ملتے ہیں ان کا تجزیہ کریں گے تاکہ حقیقت تک رسائی حاصل کی جا سکے۔ مقتل لہوف میں اس طرح سے منقول ہے کہ:

''وسمع أهل الكوفة بوصول الحسين عليه السلام الى مكة وامتناعه من البيعة ليزيد فاجتمعوا في منزل سليمان بن صرد الخزاعي۔ (1)

''اہل کوفہ نے جب امام حسینؑ کی مکہ میں تشریف آوری اور یزید سے بیعت کے انکار کی خبر سنی تو انہوں نے سلیمان بن صرد خزاعی کے گھر اجتماع کیا۔''

---

[1] ۔ پی۔ ایچ۔ ڈی، پاکستان اسٹڈی سینٹر، جامعہ کراچی

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل کوفہ امام حسینؑ کی طرف جب متوجہ ہوئے انہیں یہ خبر ملی کہ حضرت امام حسینؑ مکہ آچکے ہیں اور یزید کی بیعت سے انکار کر دیا ہے۔ یہ کہنا درست نہیں کہ حضرت امام حسینؑ اہل کوفہ کے بلاوے کی وجہ سے عازم کوفہ ہوئے تاکہ زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے کر یزید کے خلاف جنگ کر سکیں۔ اس اجتماع میں جو سلیمان بن صرد کے گھر منعقد ہوا تھا سلیمان اس طرح مخاطب ہوئے:

"یا معشر الشیعة انکم قد علمتم بأن معاویة قد هلك وصار الی ربه وقدم علی عمله وقد قعد فی موضعه ابنه یزید وهذا الحسین بن علی علیهما السلام قد خالفه وصار الی مكة هاربا من طواغیت آل أبی سفیان وأنتم شیعته وشیعة أبیه من قبله وقد احتاج الی نصرتکم الیوم فان کنتم تعلمون انکم ـ ناصروه ومجاهدوا عدوه فاکتبوا الیه وان خفتم الوهن والفشل فلا تغروا الرجل من نفسه۔" (2)

"اے شیعو! تم نے سنا کہ معاویہ ہلاک ہو چکا ہے اور اس کا بیٹا یزید اس کا جانشین بن بیٹھا ہے اور نیز یہ بھی تم جانتے ہو کہ حسینؑ ابن علیؑ نے اس کی مخالفت کی ہے اور بنی امیہ کے ستم کاروں کے شر سے بچنے کے لئے خانہ خدا میں پناہ لے رکھی ہے۔ تم ان کے والد کے شیعہ ہو اور آج امام حسینؑ تمہاری نصرت کے ضرورت مند ہیں۔ اگر تم ان کی مدد کرنے اور ان کے دشمنوں کے ساتھ جنگ کا ارادہ رکھتے ہو تو اپنی آمادگی کا اظہار کرو اور امام کو خط کے ذریعے سے اطلاع کرو اور اگر تم ڈرتے ہو کہ تمہارے اندر سستی و غفلت پیدا ہو گی تو انہیں اپنے حال پر چھوڑ دو اور انہیں فریب نہ دو۔"

یہ مختصر لیکن اہم اجتماع تھا کہ جو سلیمان بن صرد کے گھر منعقد ہوا تھا، اس تقریر میں وہ اہل کوفہ کو مطلع کرتے ہیں کہ حضرت امام حسینؑ نے مکہ میں خانہ خدا میں پناہ لی ہوئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام حسینؑ مدینہ سے مکہ اہل کوفہ کے خطوط کی وجہ سے نہیں آئے تھے، بلکہ جب اہل کوفہ کو معلوم ہوا کہ آپؑ مکہ میں پناہ لئے ہوئے ہیں تو آپؑ کی جانب متوجہ ہوئے۔ سلیمان بن صرد نے اہل کوفہ کی وفاداری اور ساتھ ہی ان کی بے وفائی کو بھی اپنی تقریر میں مد نظر رکھا تھا، لیکن اس وقت کے ماحول میں سب نے یہی جواب دیا کہ ہم انہیں دعوت دیں گے اور ان کے دشمن کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے اپنی جان ان کی راہ میں نچھاور کر دیں گے۔ چنانچہ سلیمان بن صرد نے اس مضمون میں حضرت امام حسینؑ کو خط لکھا:

"(بسم الله الرحمن الرحیم)۔ للحسین بن علی أمیر المؤمنین، من سلیمان بن صرد الخزاعی، والمسیب بن نجیة، ورفاعة بن شداد، وحبیب بن مظاهر، وعبد الله بن وائل، وشیعة من المؤمنین، سلام علیك ـ أما بعد فالحمد الله الذی قصم عدوك وعدو أبیك من قبل الجبار العنید الغشوم الظلوم الذی ابتزهذه الأمة أمرها وغصبها فیئها وتأمر علیها بغیر رضی منها ثم قتل خیارها واستبقی شرارها وجعل مال الله دولة بین جبابرتها وعتاتها فبعدا له كما بعدت ثمود ثم انه لیس علینا امام غیرك فأقبل لعل الله یجمعنا بك علی الحق والنعمان بن بشیر فی قصر الامارة ولسنا نجمع معه فی جمعة ولا جماعة ولا نخرج معه فی عید ولو قد بلغنا انك أقبلت أخرجناه حتی یلحق بالشام والسلام علیك ورحمة الله وبرکاته یا بن رسول الله وعلی أبیك من قبلك ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم۔" (3)

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حسینؑ ابن علیؑ کے نام! سلیمان بن صرد خزاعی، مسیب بن نجیہ، رفاعہ بن شداد، حبیب ابن مظاہر، عبداللہ بن وائل اور بعض دیگر مؤمنین اور شیعوں کی طرف سے۔ سلام کے بعد ہم خداوند عالم کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے آپ کے والد گرامی کے دشمن کو ہلاک کیا۔ وہ ایک ایسا ظالم خونخوار شخص تھا جس نے امت مسلمہ کی حکومت پر ظلم و ستم کے ساتھ قبضہ کیا، مسلمانوں کے بیت المال کو غصب کیا اور ان کی رضامندی کے بغیر حاکم بن بیٹھا۔ نیک لوگوں کو تہہ تیغ کیا اور فاسق و فاجر لوگوں کو چھوڑ

دیا۔ خداوند عالم کے مال کو جابروں اور سرکشوں کے لئے وقف کردیا۔ وہ خدا کی رحمت سے دور ہوا، جس طرح قوم ثمود دور ہوئی اور ہمارا اس وقت آپ کے سوا اور کوئی امام و پیشوا نہیں ہے اور بہت مناسب ہے کہ آپ قدم رنجہ فرماہوں اور ہمارے شہر میں تشریف لے آئیں۔ اُمید ہے کہ خداوند عالم آپ کے وسیلہ سے ہمیں راہ سعادت کی راہنمائی فرمائے گا۔ اس وقت کوفہ کا حاکم نعمان بن بشیر قصر دارالامارہ میں ہے لیکن ہم نماز جمعہ اور نماز پنجگانہ میں حاضر نہیں ہوتے اور نمازِ عید کے لئے بھی اقتداء نہیں کرتے۔ اگر ہم اس بات سے باخبر ہوجائیں کہ آپ ہمارے یہاں تشریف لا رہے ہیں تو اسے ہم کوفہ سے نکال کر شام کی طرف روانہ کردیں گے۔ اے پیغمبر کے فرزند! آپ پر اور آپ کے والد گرامی پر ہمارا اسلام۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔"

انہوں نے یہ خط عبداللہ بن سبیع ہمدانی اور عبداللہ بن وال تمیمی کے ہاتھوں روانہ کیا۔ یہ دونوں افراد تیزی کے ساتھ نکلے اور دس رمضان المبارک تک حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ پھر دو دن کے بعد قیس بن مسہر صیداوی، عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن الکدن ارجی اور عمارہ بن عبید سلولی کو بھی کوفہ سے روانہ کیا گیا جو ایک سو پچاس خطوط لے کر روانہ ہوئے۔ ان خطوط پر ایک، دو، تین یا چار افراد کے دستخط تھے۔ مقتل لہوف کے مطابق ایک دن میں چھ سو خطوط پہنچے۔ اس کے علاوہ متواتر خطوط پہنچتے رہے یہاں تک کہ ان کی تعداد بارہ ہزار تک پہنچ گئی۔ اہل کوفہ کی طرف سے آخری خط ہانی بن ہانی سبیعی اور سعید بن عبداللہ حنفی کے توسط سے حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں پہنچا جس کا مضمون یہ تھا:

"(بسم اللہ الرحمن الرحیم) لحسین بن علی من شیعته من المؤمنین والمسلمین: أما بعد فحیهلا فان الناس ینتظرونك ولا رأی لهم فی غیرك فالعجل العجل والسلام علیك۔" (4)

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حسینؑ ابن علیؑ کے نام یہ خط ان کے شیعوں کی جانب سے ہے جو مؤمن و مسلم ہیں۔ اما بعد: اے فرزند پیغمبر! جلد سے جلد ہماری طرف آجایئے کیونکہ سب لوگ آپ کے منتظر ہیں اور آپؑ کے علاوہ ان کا دل کسی دوسرے کے لئے نہیں تڑپ رہا ہے لہذا جلدی کیجئے جلدی۔ والسلام علیک۔"

ایک اور اہم خط شبعث بن ربعی، حجار بن ابجر، یزید بن حارث بن یزید بن رویم، عروہ بن قیس، عمرو بن حجاج زبیدی اور محمد بن عمر تمیمی نے حضرت امام حسینؑ کی طرف روانہ کیا کہ جس کا مضمون یہ تھا:

"أما بعد فقد اخضر الجنات وأینعت الثمار وطمت الجمام فاذا شئت فاقدم علی جند لك مجند والسلام علیك۔" (5)

"اما بعد: باغ سرسبز ہوچکے ہیں۔ پھل پک چکے ہیں اور ہر طرف ہریالی ہی ہریالی ہے اور سبز پتوں نے درختوں کی ہریالی میں اضافہ کردیا ہے۔ آپ ہمارے پاس تشریف لے آئیں تو آپ اپنے لئے ایک تیار اور آمادہ فوج پائیں گے۔ والسلام علیک۔"

اس خط کا مضمون کچھ اس طرح سے رقم کیا گیا تھا کہ مقتل لہوف کے مطابق خود حضرت امام حسینؑ نے پوچھا کہ یہ خط کن لوگوں نے لکھا ہے۔ تمام پیغام رساں حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت امام حسینؑ نے ان سب کے خطوط پڑھ کر وہاں کے لوگوں کی احوال پرسی کی پھر ہانی بن ہانی السبیعی اور سعید بن عبداللہ حنفی جو نامہ بروں کے سلسلے کے آخری رکن تھے، کے ہمراہ کوفیوں کے خطوط کا جواب اس طرح لکھا:

"(بسم اللہ الرحمن الرحیم) من حسین بن علی الی الملا من المؤمنین والمسلمین أما بعد فان هانئا وسعیدا قدما علی بکتبکم وکانا آخر من قدم علی من رسلکم وقد فهمت کل الذی اقتصصتم وذکرتم ومقالة جلکم انه لیس علینا امام فأقبل لعل اللہ أن یجمعنا بك علی الهدی والحق وقد بعثت الیکم أخی وابن عمی وثقتی من أهل بیتی وأمرته أن یکتب الی بحالکم وأمرکم ورأیکم فان کتب الی أنه قد

أجمع رأي ملئكم وذوي الفضل والحجى منكم على مثل ما قدمت علي به رسلكم وقرأت في كتبكم أقدم عليكم وشيكا ان شاء الله فلعمري ما الامام الا العامل بالكتاب والآخذ بالقسط والدائن بالحق والحابس نفسه على ذات الله والسلام۔" (6)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط حسینؑ بن علیؑ کی طرف سے مؤمنین و مسلمین کے ایک گروہ کے نام بعد از حمد خدا، ہانی اور سعید تمہارے خطوط لے کر ہمارے پاس پہنچ چکے ہیں۔ یہ دونوں ان نامہ رسانوں میں سے آخری نامہ رساں ہیں جو اب تک ہمارے پاس آچکے ہیں۔ میں نے ان تمام چیزوں کو اچھی طرح سمجھ لیا ہے جس کا قصہ تم لوگوں نے بیان کیا ہے اور جن باتوں کا تم لوگوں نے ذکر کیا ہے۔ تم میں سے اکثر و بیشتر لوگوں کی گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے پاس کوئی امام نہیں ہے لہٰذا آجائیے، شاید خداوند عالم آپ کے وسیلہ سے ہم لوگوں کو ہدایت و حق پر جمع کردے۔ میں تمہاری طرف اپنے بھائی اور چچا کے بیٹے (مسلم بن عقیلؑ) اور اپنے خاندان کے اس فرد کو بھیج رہا ہوں جس پر مجھے اعتماد ہے۔ میں نے ان سے کہا ہے کہ وہ وہاں جاکر تمہاری آراء و خیالات سے مجھ کو مطلع کریں، اب اگر انہوں نے مجھ کو مطلع کردیا کہ تمہارے خیالات وہی ہیں جو تم نے اپنے خطوط میں تحریر کیے ہیں، جسے میں نے دقت سے پڑھا ہے اور صرف عوام نہیں بلکہ تمہارے ذمہ دار اور صاحبان فضل و شرف افراد بھی اس پر متفق ہیں تو انشاء اللہ بہت جلد میں تم لوگوں کے پاس آجاؤں گا۔ قسم ہے میری جان کی! امام تو بس وہی ہے جو کتاب خدا پر عمل کرنے والا ہو، عدل و انصاف قائم کرنے والا، حق پر قائم، اس کا اجراء کرنے والا اور اللہ کی راہ میں خود کو وقف کرنے دینے والا ہو۔ والسلام۔"

حضرت امام حسینؑ نے جناب مسلم بن عقیلؑ کو بلایا اور قیس بن مسہر صیداوی، عمارہ بن عبید السلولی اور عبدالرحمٰن عبداللہ بن الکدن ارجی کے ہمراہ آپ کو روانہ کیا اور فرمایا کہ اگر تم نے محسوس کیا کہ لوگ اپنے کیے ہوئے وعدہ پر برقرار ہیں تو مجھے فوراً اس سے مطلع کرنا۔ حضرت مسلمؑ اپنے تینوں ساتھیوں قیس بن مسہر صیداوی، عمارہ بن عبید السلولی اور عبدالرحمٰن بن عبداللہ الکدن ارجی کے ہمراہ کوفہ کی طرف روانہ ہوئے اور جناب مختار بن ابو عبیدہ ثقفی کے گھر مہمان ہوئے۔ وہاں پہنچتے ہی لوگ جوق در جوق حضرت مسلم بن عقیلؑ کی خدمت میں آکر شرفیاب ہونے لگے اور ان کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری ہوگیا۔ جب شیعہ اکھٹا ہوگئے تو حضرت مسلمؑ نے انہیں حضرت امام حسینؑ کا خط پڑھ کر سنایا جسے سن کر سب رونے لگے۔ اسی دوران عابس بن ابی شبیب شاکری، حبیب ابن مظاہر، سعید بن عبداللہ حنفی اور دیگر لوگوں نے اپنی مدد و نصرت کا یقین دلایا۔ حضرت مسلمؑ کے یہاں شیعوں کی آمد و رفت کا سلسلہ اس طرح سے جاری ہوگیا کہ ان کی رہائش گاہ جانی پہچانی ہوگئی۔ یہاں تک کہ اس کی خبر اس وقت کے کوفہ کے گورنر نعمان بن بشیر کو بھی ہوگئی۔

نعمان بن بشیر نے جب کوفہ میں حضرت مسلم بن عقیلؑ کی آمد اور حضرت مختار کے یہاں قیام کی خبر سنی تو منبر پر آیا اور اس نے اہل کوفہ کو فتنہ و پراکندگی کی طرف بڑھنے سے ڈرایا لیکن اس کی تقریر ایسی تھی کہ بنو اُمیہ کے ایک حامی عبداللہ بن مسلم بن سعید حضرمی نے اس سے کہا کہ یہ وقت سخت گیری کا ہے جبکہ تم نے اپنے دشمنوں کے ساتھ ناتواں اور ضعیف لوگوں کی سیاست اختیار کی ہے، لیکن نعمان نے اس کی بات کو نظر انداز کردیا جس پر اس نے یزید بن معاویہ کو ایک خط لکھا اور کہا:

"فان مسلم بن عقيل قد قدم الكوفة فبايعته الشيعة للحسين بن علي، فان كان لك بالكوفة حاجة فابعث اليها رجلا قويا ينفذ امرك ويعمل مثل عملك في عدوك، فان النعمان بن بشير رجل ضعيف وهو يتضعف۔" (7)

"امابعد! مسلم بن عقیلؑ کوفہ پہنچ چکے ہیں اور حسینؑ ابن علیؑ کے چاہنے والوں نے ان کی بیعت کرلی ہے۔ اب اگر تم کوفہ کو اپنی قدرت میں رکھنا چاہتے ہو تو کسی ایسے قوی انسان کو بھیجو جو تمہارے حکم کو نافذ کرسکے اور اپنے دشمنوں کے سلسلے میں تمہارے ہی جیسا اقدام کرسکے کیونکہ نعمان بن بشیر ایک ناتواں انسان ہے یا شاید خود کو ضعیف دکھانا چاہ رہا ہے۔"

اسی طرح عمارہ بن عقبہ اور عمر بن سعد بن ابی وقاص نے بھی ایسے ہی خطوط لکھ کر یزید کو کوفہ کے حالات سے باخبر کیا۔

ہم یہاں ان خطوط کا ذکر کر رہے ہیں کہ جن کے ذریعے ایک طرف اہل کوفہ کے مخلص شیعہ حضرت امام حسینؑ کو خطوط لکھ کر بلا رہے ہیں اور دوسری طرف یزید کے پیروکار اُسے خط لکھ کر شہر کوفہ کے حالات سے باخبر کر رہے ہیں اور کسی سخت گیر گورنر کو کوفہ پر مسلط کرنے کا مشورہ دے رہے ہیں۔ ابی مخنف کی روایت کے مطابق جب فقط دو دنوں میں یزید کے پاس خطوط کا انبار لگ گیا تو اس نے اپنے خاص غلام سرجون کو بلایا اور اس سے مشورہ طلب کیا۔ اس کے غلام نے معاویہ کا خط اُسے پیش کیا کہ اگر کوفہ ہاتھ سے نکلا جا رہا ہو تو وہاں عبید اللہ ابن زیاد کو مسلط کر دینا۔ یزید نے ابن زیاد کو جو اس وقت بصرہ کا گورنر تھا خط لکھا کہ:

"أما بعد فانه كتب الى شيعتى من أهل الكوفة يخبروننى أن ابن عقيل بالكوفة يجمع الجموع لشق عصا المسلمين فسر حين تقرأ كتابى هذا حتى تأتى أهل الكوفة فتطلب ابن عقيل كطلب الخرزة حتى تثقفه فتوثقه أو تقتله أو تنفيه والسلام۔" (8)

"اما بعد کوفہ سے میرے پیروؤں نے خط لکھ کر مجھ کو خبر دی ہے کہ ابن عقیل کوفہ میں جمع ہو کر مسلمانوں کے اجتماع کو درہم برہم کر رہا ہے تو تم میرا خط پڑھتے ہی رختِ سفر باندھ کر کوفہ پہنچ جاؤ اور ابن عقیل کی جستجو میں لگ جاؤ جیسے کوئی اپنے گم شدہ گوہر کو تلاش کرتا ہے یہاں تک کہ اسے اپنی گرفت میں قید کر لو یا قتل کر دو یا پھانسی پر چڑھا دو۔ والسلام۔"

کوفہ سے یزید کو لکھے جانے والے خطوط سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس طرح کوفہ میں حضرت امام حسینؑ کے چاہنے والے تھے، اسی طرح یزید کے حامی بھی موجود تھے۔

جب حضرت مسلم بن عقیلؑ کو عبید اللہ ابن زیاد کے کوفہ پہنچنے اور کوفہ کے حوالے سے اس کی سخت گیر حکمت عملی کی اطلاع ملی تو آپ جناب مختار کے گھر سے جناب ہانی ابن عروہ کے گھر منتقل ہو گئے۔ وہاں پہنچنے کے بعد اٹھارہ ہزار لوگوں نے حضرت مسلم بن عقیلؑ کے ہاتھوں بیعت کی جس کے بعد جناب مسلمؑ نے حضرت امام حسینؑ کے نام ایک خط لکھ کر اسے عابس بن شبیب شاکری کے ہاتھوں روانہ کیا کہ جس میں انہوں نے لکھا کہ کوفہ کے اٹھارہ ہزار لوگوں نے ان کی بیعت کر لی ہے۔ لہٰذا جلد یہاں تشریف لائیں۔ حضرت امام حسینؑ نے عراق جانے کا راستہ اختیار کیا اور جب حاجر بطن رمہ تک پہنچے تو وہاں پہنچ کر قیس بن مسہر صیداوی کو اہل کوفہ کی طرف روانہ کیا اور ان کے ہمراہ اہل کوفہ کے نام ایک خط لکھا کہ:

"وحدثنى محمد بن قيس ان الحسين اقبل حتى اذا بلغ الحاجر من بطن الرمة بعث قيس بن مسهر الصيداوى الى أهل الكوفة وكتب معه اليهم: بسم الله الرحمن الرحيم من الحسين بن على الى اخوانه من المؤمنين والمسلمين، سلام عليكم فانى احمد اليكم الله الذى لا اله الا هو، اما بعد فان كتاب مسلم بن عقيل جائنى يخبرنى فيه بحسن رأيكم واجتماع ملئكم على نصرنا والطلب بحقنا فسألت الله ان يحسن لنا الصنع وان يثيبكم على ذلك أعظم الاجر، وقد شخصت اليكم من مكة يوم الثلاثاء لثمان مضين من ذى الحجة يوم التروية فاذا قدم عليكم رسولى فاكمشوا امركم وجدوا، فأنى قادم عليكم فى أيامى هذه ان شاء الله والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته۔" (9)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ خط حسینؑ ابن علیؑ کی جانب سے اپنے مؤمنین و مسلمین بھائیوں کے نام۔ سلام علیکم، میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ امابعد، حقیقت یہ ہے کہ مسلم بن عقیلؑ کا خط مجھ تک پہنچ چکا ہے، اس خط میں انہوں نے مجھے خبر دی ہے کہ تم لوگوں کی رائے اچھی ہے اور تمہارے بزرگوں نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ وہ ہماری مدد کریں گے اور ہمارے حق کو ہمارے دشمنوں سے واپس لے لیں گے تو میں خدا سے سوال کرتا ہوں کہ وہ ہمارے لئے اچھی راہ قرار دے اور اس کے ثواب میں تم لوگوں کو اجر عظیم سے نوازے۔ اس سے تم لوگ آگاہ رہو کہ میں بروز سہ شنبہ ۸ ذی الحجہ یوم التراویہ مکہ سے نکل چکا ہوں لہٰذا جب میرا نامہ بر تم لوگوں

تک پہنچے تو جو کام تم کو کرنا چاہیے اس کی تدبیر میں لگ جاؤ اور اس مسئلہ میں بھرپور کوشش کرو کیونکہ میں انشاءاللہ انہی چند دنوں میں تم تک پہنچنے والا ہوں۔ والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔"

لیکن جب قیس بن مسہر کوفہ روانہ ہوئے تو قادسیہ کے مقام پر حصین ابن تمیم نے آپ کو گرفتار کرکے عبید اللہ ابن زیاد کے پاس بھیج دیا۔ جہاں آپ کو قصر سے نیچے پھینک کر شہید کر دیا گیا۔

جب عبیداللہ ابن زیاد نے حضرت مسلم بن عقیلؑ اور ہانی ابن عروہ کو شہید کر دیا تو اس کی اطلاع یزید کو ایک خط کے ذریعے دی۔ یزید نے اس فعلِ بد کا شکریہ ادا کیا اور لکھا کہ:

"قد بلغني أن أهل الكوفة قد كتبوا الى الحسين في القدوم عليهم، وانه قد خرج من مكة متوجها نحوهم، وقد بلى به بلدك من بين البلدان، وأيامك من بين الأيام، فان قتلته، والا رجعت الى نسبك والى أبيك عبيد، فاحذر أن يفوتك۔" (10)

مجھے خبر ملی ہے کہ اہل کوفہ نے حسینؑ کو اپنے شہر میں آنے کی دعوت دی ہے اور وہ ان کی دعوت کو قبول کرتے ہوئے کوفہ کی جانب چل پڑے ہیں اور اب کوفہ کی گورنری تیرے لئے امتحان ہے اگر تو نے حسینؑ کو قتل کر دیا تو ٹھیک ورنہ میں اعلان کروں گا کہ تیرا حسب نسب درست نہیں ہے اور تیرا نسب تیرے باپ کی طرف لوٹا دوں گا اور لوگوں سے کہوں گا کہ تو اور تیرا باپ زیاد بن ابیہ آلِ قریش سے نہیں ہیں اور تیرے سابقہ حسب و نسب (یعنی تو ولدالزنا ہے) سے تمام لوگوں کو مطلع کروں گا۔ پس خبردار حسینؑ کو زندہ نہیں جانا چاہیے۔"

اس خط میں یزید نے اس کی دُکھتی رَگ پر ہاتھ رکھا تھا کیونکہ وہ ولدالزنا تھا، لیکن معاویہ نے اس کے باپ زیاد کو اپنا بھائی قرار دیا تھا چنانچہ اس خط میں یزید نے عبید اللہ ابن زیاد کو دھمکی دی کہ اگر تو نے حسینؑ ابن علیؑ کو قتل نہ کیا تو میں اعلان کرادوں گا کہ تیرا حسب و نسب صحیح نہیں ہے۔

ان خطوط سے اندازہ ہوتا ہے کہ بعض خطوط حضرت امام حسینؑ کو کوفہ کی جانب دعوت دینے کے لئے لکھے گئے اور ان میں ان لوگوں کے خطوط بھی شامل تھے کہ بقول فرزدق جن کے دل تو امام حسینؑ کے ساتھ تھے لیکن تلواریں آپؑ کے مد مقابل تھیں اور بعض خطوط یزید کے حامیوں نے یزید کو کوفہ کی صورتحال سے آگاہ کرنے کے لئے لکھے تھے اور درخواست کی تھی کہ نعمان بن بشیر کی جگہ کسی سخت گیر گورنر کو کوفہ پر مسلط کر دیا جائے۔ کوفہ کے کچھ لوگوں کو یہ ذمہ داری دی گئی تھی کہ وہ خطوط کو حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں پیش کریں یا خود ان سے ملاقات کریں ان میں عبداللہ بن سبیع ہمدانی، عبداللہ بن وال تمیمی، قیس بن مسہر صیداوی، ہانی بن ہانی سبیعی، عمارہ بن عبید السلولی، سعید بن عبداللہ حنفی اور عبدالرحمٰن بن عبداللہ ارجی شامل ہیں۔

اگرچہ خود امام حسینؑ کو معلوم تھا کہ اہل کوفہ ان سے دغا کریں گے لیکن فریضہ امامت ادا کرتے ہوئے آپ کوفہ روانہ ہوئے۔ تاریخ یہ بتاتی ہے کہ جب اہل کوفہ کو یہ اطلاع ملی کہ حضرت امام حسینؑ نے یزید کی بیعت سے انکار کر دیا ہے اور آپ مکہ میں قیام پذیر ہیں تو انہوں نے آپؑ کو کوفہ کی جانب آنے کی دعوت دی۔ ایسی حالت میں جبکہ مکہ میں یزید کی مخالفت کو جاری رکھنے کی وجہ سے آپؑ کو شہید کرنے کے باقاعدہ احکامات جاری کر دیئے گئے تھے آپ کس شہر کا انتخاب کرتے؟

کوفہ چونکہ جنگی حکمت عملی کے اعتبار سے اہم مرکز تھا اور وہاں کے لوگوں نے مسلسل خطوط لکھ کر اپنی حمایت کا مکمل یقین دلایا تھا للذا حضرت امام حسینؑ کا وہاں جانے کا مقصد ان پر اتمام حجت کرنا تھا اگرچہ آپ سمجھتے تھے کہ یہی اہل کوفہ آپؑ کو شہید کر دیں گے۔ چنانچہ حضرت امام حسینؑ نے کوفہ کے راستے میں ایک شخص کو یہی جواب دیا تھا کہ: "هذه كتب أهل الكوفة الى ولا أراهم الا قاتلى۔ یہ اہل کوفہ کی خطوط ہیں

اور یہی اہل کوفہ مجھے قتل کردیں گے۔"(11)اہل کوفہ میں جن لوگوں نے حضرت امام حسینؑ کو خطوط لکھے ان میں سے بعض کی نشاندہی آپؑ نے بروز عاشور فرمائی۔ چنانچہ آپ نے فرمایا:

"یا شبث بن ربعی، یا حجار بن أبجر، یا قیس بن الأشعث، یا یزید بن الحارث، ألم تکتبوا الی أن قد أینعت الثمار وأخضر الجناب، وانما تقدم علی جند لك مجند؟ "(12)

"اے شبث بن ربعی، اے حجار بن ابجر، اے قیس بن اشعث، اے یزید بن حارث! کیا تم ہی لوگوں نے مجھے نہیں لکھا تھا کہ پھل پکنے کے قریب ہیں، درخت سرسبز و شاداب ہیں اور تیار لشکر آپ کے لئے حاضر ہے؟"

لیکن ان لوگوں نے صاف انکار کر دیا۔

کوفہ میں حقیقی شیعوں کے تعداد قلیل تھی اور جن لوگوں نے حضرت امام حسینؑ کو کوفہ آنے کی دعوت دی تھی ان میں سے بعض نے کوفہ کی صورتحال کے پیش نظر حضرت امام حسینؑ کو خطوط لکھ کر اپنی حمایت کا یقین دلایا اور بعض نے حقیقی معنوں میں حضرت امام حسینؑ کو خطوط لکھے، لیکن ایسے شیعوں کی تعداد مختصر تھی۔ لہٰذا یہ قرار دینا کہ اہل کوفہ چونکہ شیعہ تھے اور انہوں نے ہی حضرت امام حسینؑ کو خطوط لکھ کر بلایا، لہٰذا شیعوں نے ہی حضرت امام حسینؑ کو شہید کیا، یہ فقط پروپیگنڈہ ہے جس کا ادراک اہل کوفہ کی جانب سے حضرت امام حسینؑ اور یزید کو لکھے جانے والے خطوط اور ان میں درج مضامین سے ہوتا ہے کہ جس میں ایک طرف اہل کوفہ کے چند مخلص شیعہ حضرت امام حسینؑ کو خطوط لکھ رہے تھے اور دوسری طرف یزید کے حمایتی خطوط لکھ کر اسے کوفہ کی صورتحال سے آگاہ کر رہے تھے۔

یزید اہل کوفہ کے ان ہی خطوط کی وجہ سے کوفہ کی جانب متوجہ ہوا اور اس نے عبید اللہ ابن زیاد کو کوفہ پر مسلط کر دیا جس نے وہاں پہنچ کر سخت گیر حکمت عملی اپنائی اور جب ابن زیاد کو یہ اطلاع ملی کہ حضرت امام حسینؑ کوفہ کے قریب پہنچ چکے ہیں تو کربلا میں کوفہ سے پے در پے فوج کے گروہ روانہ کیے۔ شام سے بھی یزید کی جانب سے فوج روانہ کی گئی۔ اس کے علاوہ کوفہ سے روانہ ہونے والی فوج کے سربراہوں میں عمر بن سعد، حصین بن تمیم، شبث بن ربعی، حجار بن ابجر، شمر بن ذی الجوشن، قیس بن اشعث، محمد بن اشعث، یزید بن حارث، عمرو بن حریث، عمرو بن حجاج اور عزرۃ بن قیس احمسی جیسے یزید کے حمایتی شامل ہیں کہ جنہوں نے حضرت امام حسینؑ کو ان کے خاندان اور ساتھیوں سمیت شہید کر دیا۔

*****

حوالہ جات

1۔ابن طاووس، سید، اللھوف فی قتلی الطفوف، الأولی، ۱۴۱۷، مہر، أنوار الہدی۔ قم-ایران، ص ۲۲

2۔ایضاً۔ص ۲۲ - ۲۳

3۔ایضاً۔ص ۲۳

4۔أبو مخنف الأزدی، مقتل الحسین (ع)، تعلیق: حسین الغفاری، مطبعۃ العلمیۃ۔ قم۔ص ۱۶

5۔طبری، تاریخ الطبری، مراجعۃ و تصحیح وضبط: نخبۃ من العلماء الأجلاء، مؤسسۃ الأعلمی للمطبوعات - بیروت - لبنان، قوبلت ہذہ الطبعۃ علی النسخۃ المطبوعۃ بمطبعۃ "بریل" بمدینۃ لندن فی سنۃ ۱۸۷۹م۔ج ۴۔ص ۲۶۲

6۔ایضاً۔ج ۴۔ص ۲۶۲

7۔أبو مخنف الأزدی، مقتل الحسین (ع)، تعلیق: حسین الغفاری، مطبعۃ العلمیۃ۔ قم۔ص ۲۲

8۔طبری، تاریخ الطبری، مراجعۃ و تصحیح وضبط: نخبۃ من العلماء الأجلاء، مؤسسۃ الأعلمی للمطبوعات - بیروت - لبنان، قوبلت ہذہ الطبعۃ علی النسخۃ المطبوعۃ بمطبعۃ "بریل" بمدینۃ لندن فی سنۃ ۱۸۷۹م۔ج ۴۔ص ۲۶۵

9۔أبومخنف الأزدی، مقتل الحسین (ع)، تعلیق : حسین الغفاری، مطبعۃ العلمیۃ۔ قم۔ ص ۱۷ ۔۲ ۷

10۔یعقوبی، أحمد بن أبی یعقوب بن جعفر بن وہب ابن واضح الکاتب العباسی المعروف بالیعقوبی، تاریخ الیعقوبی، مؤسسۃ نشر فرہنگ أہل بیت علیہم السلام۔ قم۔ ایران۔ج ۲۔ ص ۲۴۲

11۔ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، تحقیق وتدقیق و تعلیق : علی شیری، الأولی، ۱۴۰۸ھ۔۱۹۸۸م، دار احیاء التراث العربی۔ بیروت۔ لبنان ج ۸۔ ص ۱۸۳

12۔مفید، الشیخ، الارشاد، مؤسسۃ آل البیت علیہم السلام لتحقیق التراث، الثانیۃ، ۱۴۱۴۔ ۱۹۹۳ م، دار المفید للطباعۃ والنشر والتوزیع۔ بیروت۔ لبنان، ج ۲۔ص ۹۸